ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.8. No.1.2025

ناول: خاک اور خون میں مسلم نفسیات اور سماج کی جھلک ایک تحقیقی مطالعہ

ڈاکٹر طارق بن عمر

انچارج چیرمین

شعبہ اردو

شاہ عبداللطیف یونیورسٹی خیرپور

***Abstract**:*

Naseem Hijazi's novel "خاک اور خون" narrates a powerful story set in a time when humanity had seemingly abandoned all virtues. The riots during the Partition of India turned millions into Psychological victims. The lack of education, deeply humiliated the Muslim community and they struggled to adapt to a rapidly changing society emotions and sentiments being natural human responses are central to this narrative. The novel heavtifully portrays the transformation of human behavior .

***Keywords**: Partition of India, Gurdaspur, Migration, Muslim society, Riots.*

تلخیص: نسیم حجازی کا ناول "خاک اور خون" ایک ایسی کہانی کو بیان کرتا ہے۔ جب انسانیت سب کچھ چھوڑ چکی تھی۔ تقسیم ہند کے فسادات نے لاکھوں انسانوں کو نفسیاتی مریض بنا دیا تھا۔ تعلیم کی کمی نے مسلمانوں کو کس طرح رسوا کیا، تبدیل ہوتا ہوا معاشرہ، وہ قبول نہ کر سکے۔ احساسات و جذبات ایک فکری عمل ہیں۔ یہ ناول انسانی رویوں میں تبدیلی کی ایک خوبصورت کہانی ہے۔

کلیدی الفاظ: تقسیم ہند، گورداسپور، ہجرت، مسلم معاشرہ، فسادات۔

نسیم حجازی نے ناول "خاک اور خون" میں اس المیے کو بیان کیا ہے، جہاں پر انسانیت ہار جاتی ہے، انسان کا وہ روپ سامنے آتا ہے، جو ظلم و ستم کی انتہا تک پہنچا ہوا ہوتا ہے۔ مشرقی پنجاب کی ایک ایسی داستان جو اپنے اندر سوائے تباہی، بربادی اور آنسوؤں کے کچھ نہیں رکھتی۔ وہ سفر جو سقوط بغداد سے شروع ہوا تھا. مشرقی پنجاب میں بھی دہرایا جا رہا تھا۔ اس ناول میں زندگی کی وہ حقیقتیں موجود ہیں، جو کسی نہ کسی عنصر کی صورت میں ہماری زندگی میں موجود ہوتیں ہیں۔ ناول "خاک اور خون" ان واقعات کی یاد دلاتا ہے۔ جب تحریک پاکستان اپنے عروج پر تھی، انسانی رویے اور نفسیاتی عوامل پوری طرح انسانی زندگیوں پر اثر انداز ہو رہے تھے، مذہبی رواداری کیا ہوتی ہے، انسانیت کس چیز کا نام ہے. کچھ معلوم نہ تھا۔ وہ واقعات جو پہلی نسل نے سہے تھے چوتھی نسل تک آتے آتے اُن کی تپش کم نہ ہوئی۔ ناول "خاک اور خون" کی کہانی ضلع گورداسپور سے شروع ہوتی ہے، کہ یہ ضلع پاکستان میں شامل ہونا تھا، لیکن بددیانتی کی وجہ سے ہندوستان میں شامل کر دیا گیا، اور پھر حالات نے ایک نئی کروٹ لی۔ ہجرت کا دُکھ کیا ہے، نسیم حجازی اچھی طرح جانتے تھے، اِن کا تعلق خود گورداسپور سے تھا۔ مسلمان تبدیل ہوتے ہوئے حالات کو سمجھ نہ سکے۔

> "آگ اور خون کے طوفان سے گزرنے کے بعد میں یہاں پہنچا ہوں۔ جو کچھ میں نے دیکھا ہے وہ بیان نہیں کر سکتا۔ اگر بیان کر بھی سکوں تو تمھیں یقین نہیں آئے گا تمھیں یہ کیسے یقین آئے گا کہ دو ہزار انسانوں کی ایک بستی جہاں ایک صبح زندگی کی مُسکراہٹیں رہیں پیدا ہو رہی تھیں، شام تک راکھ کا ایک انبار بن چکی تھی۔"(1)

ناول "خاک اور خون" کا پہلا حصہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ زندگی میں خوشی کا مفہوم کیا ہے. ایک انسان اپنے جذباتی پن سے ماحول میں کیسی مسکراہٹیں بکھیر دیتا ہے، اسی لیے ناول کا پہلا حصہ "مُسکراہٹیں ہیں" نسیم حجازی نے تقسیم ہند سے پہلے کی زندگی پر بھی روشنی ڈالی ہے، جب مختلف مذاہب کے لوگ آپس میں پیار و محبت سے رہتے تھے۔

> "دو تین آم کھانے کے بعد سلیم ٹوکری سے دور ہٹ کر، بیٹھ گیا تو مہندر کی ماں نے آگے بڑھ کر ٹوکری سے ایک آم نکال کر اسے دیتے ہوئے کہا، یہ کھاؤ بیٹا بہت میٹھا ہے، لو! سلیم نے اس کے ہاتھ سے آم لے لیا"۔(2)

نسیم حجازی نے ناول "خاک اور خون" میں ان سماجی تضادات کا بھی ذکر کیا، جہاں پر ہندوؤں نے اپنے مفاد کی خاطر مذہب کو استعمال کیا۔ مسلمانوں کو جب چاروں جانب اندھیرا نظر آیا، تو نسیم حجازی نے ناول کا دوسرا حصہ "دھڑکنیں" شروع کیا۔

جب انسان کی زندگی کی حقیقی خوشیوں میں خوف، اندیشے اور بے اعتمادی آنے لگ جائے تو افراد خون کے آنسو رونے لگ جاتے ہیں، افراد نفسیاتی عوامل کا شکار ہوتے جاتے ہیں، اس طرح مسلمانوں کی زندگی میں اندھیرا چھانے لگا۔ اِس ناول کا ایک اہم کردار سلیم کا ہے، جسے اعلیٰ تعلیم کی بہت خوشی ہے۔

لیکن حالات تیزی سے تبدیل ہوتے جاتے ہیں، انسانی رویے اچانک بدل جاتے ہیں۔

1930ء کی قرارداد نے برصغیر کے مسلمانوں میں سیاسی و معاشرتی طور پر ایک نئی زندگی کی لہر کو پیدا کیا۔ سلیم یہ بات جانتا تھا کہ پاکستان کا قیام آگ و خون کا دریا ہے، اگر ہم کو اپنی آنے والی نسلوں کا مستقبل محفوظ رکھنا ہے تو ہمیں یہ دریا پار کرنا ہی پڑے گا۔

برصغیر کے بدلتے ہوئے حالات نے سلیم کی سوچ کو مکمل طور سے تبدیل کر دیا تھا۔ اُسے زندگی اور موت کا فلسفہ سمجھ میں آنے لگا تھا۔ وہ یہ بات جان گیا تھا کہ جو قوم تہذیب اور زبان کی حفاظت نہ کر سکے، وہ صفحہ ہستی سے مٹ جاتی ہے۔

> "ہمیں اپنی ساری توجہ اُن لوگوں کی طرف مبذول کر دینی چاہیئے، جو اسلام کے لیے زندہ رہنا اور اسلام کے لیے مرنا چاہتے ہیں۔ ہمیں ان لوگوں کو عملی جدوجہد کے لیے تیار کرنا ہے۔ ہمیں ملک کے ہر گوشے میں یہ پیغام پہنچانا ہے کہ اب اپنی عزت اور آزادی اور بقا کے لیے آگ اور خون میں کھیلنے کا وقت آگیا ہے۔"(3)

نسیم حجازی نے ناول "خاک اور خون" کا تیسرا حصہ "سرخ لکیر" کے نام سے لکھا ہے جو بربریت کی تاریخ چنگیز خان سے شروع ہوئی تھی، وہی تاریخ امرتسر اور گورداسپور میں دہرائی جا رہی تھی۔ انسان کی فطرت بھی عجیب ہے، مثبت ہوں یا منفی، عملی زندگی میں اُس کے اثرات ہمیشہ مختلف ہی ہوتے ہیں۔

قربانیوں کی ایک ایسی داستان جس کے اثرات ہم آج تک محسوس کرتے ہیں۔

> "داؤد کے ساتھیوں نے کھیتوں میں چھپے ہوئے آدمیوں کو آوازیں دیں۔ آس پاس پھیلے ہوئے لوگ ان کا پیغام دوسروں تک پہنچائے ہوئے لوگ ایک ایک کر کے کھیتوں سے نکلنے لگے۔ تقریباً آدھے گھنٹے کے اندر حویلی میں تین سو کے قریب مرد، عورتیں اور بچے جمع ہو گئے۔ کوئی آہ و زاری کر رہا تھا کہ اس کا پورا خاندان ختم ہو چکا ہے، تو کوئی بتا رہا تھا کہ اس کے گھر میں صرف ایک بوڑھا اور ایک بچہ بچا ہے۔ کچھ عورتیں بتا رہی تھیں کہ ہمارے گاؤں کی کئی عورتوں نے کنویں میں کود کر جان دے دی۔ کسی ماں کا دکھ تھا کہ اس کے دودھ پیتے بچے کو نیزے پر اچھالا گیا۔ اور کوئی کہہ رہا تھا کہ فلاں گاؤں میں سکھوں نے تمام مردوں کو قتل کر دیا اور عورتوں کے ساتھ ظلم و زیادتی کی۔؟(4)

نسیم حجازی نے ناول، خاک اور خون میں فسادات اور ہجرت کو خاص موضوع بنایا۔ وہ افراد جو ہجرت کے عمل سے گزرتے ہیں، جس طرح انہیں خون کا دریا پار کرنا پڑتا ہے، اس سے وہ بعض اوقات نفسیاتی مسائل کا بھی شکار ہوتے ہیں، یہ ایک ایسی حقیقت ہے، جسے عام طور پر نظر انداز کیا گیا، لیکن نسیم حجازی نے اسے نہ صرف مکمل طور سے بیان کیا ہے بلکہ انہوں نے اس ناول میں یہ رنگ بھی اُجاگر کیا ہے کہ وہ کون سے اسباب تھے، جس کی وجہ سے اِس قدر قتل و غارت گری کا طوفان برپا ہوا۔

ناول "خاک اور خون" جب اپنے آخری مراحل میں داخل ہوتا ہے تو قاری یوں محسوس کرتا ہے، جیسے احساسات و جذبات انسان نے اپنی زندگی سے ختم کر دیے ہیں، انسانیت نام کی کوئی چیز اس دنیا میں باقی نہیں رہی، زندگی کی حقیقت صرف شعور اور لاشعور کے گرد گھوم رہی تھی، یوں ناول کا چوتھا حصہ "اے قوم" تشکیل پا رہا تھا۔

نسیم حجازی کا ناول، خاک اور خون میں موجود کردار اس جدوجہد کی نشاندہی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، جہاں انسان اپنی زندگی کے مقصد کو سمجھ لیتا ہے، ایک ایسی جدوجہد جہاں واقعات نے کرداروں کو ذرا چھپا لیا ہے۔ سلیم کا کردار بچپن سے لے کر شعور کی منازل تک جہاں اس نے زمانے کے تغیرات کا جائزہ لیا تھا، اور یہ سیکھ لیا تھا کہ مشکلات پر قابو کیسے پایا جاتا ہے۔ نسیم حجازی نے ناول "خاک اور خون میں مکالموں میں ماضی، حال اور مستقبل کے رنگ بھر دیئے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
aa
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
Vol.8. No.1.2025

"وائسرائے کی حیثیت سے لارڈماؤنٹ بیٹن بر قرار تھا، وزیر اعظم کی کرسی پر نہرو براجمان تھا۔ آگ اور خون کا کھیل جاری تھا، ابلیس کی سر گوشی بھی سنائی دے رہی تھی انسان کا بھیس بدلتے ہوئے اِس دنیا میں، میں کئی بار آیا چنگیز خان کی صورت ہو یا ہلاکو خان کا کردار، لیکن تو میر الازوال شاہکار ہے"۔(5)

اس ناول کے مکالموں میں معاشی، معاشرتی، نفسیاتی عناصر کے ساتھ ساتھ مذہبی اقدار کا بھی خاص خیال رکھا گیا ہے۔ ماحول کی تبدیلی الفاظ اور کردار کی بدولت کیسے ممکن ہوتی ہے، اِس ناول میں اس اُمور کا خاص خیال رکھا گیا ہے، چونکہ تقسیم ہند نے اس پورے خطے کی سوچ کو بدل کر رکھ دیا تھا. اس لیے جب شدت پسندی نے زور پکڑا تو افراد کے ذہنوں پر نا قابل یقین حد تک حالات نے اثر ڈالا، یوں شخصیت کا بکھرنا تو لازمی تھا۔

"ایک نوجوان جو عیسائی مذہب سے تعلق رکھتا تھا، دوڑتا ہوا آیا، اور کہنے لگا، شیر سنگھ کا دماغ اُلٹ گیا ہے۔ اپنے سکھوں کے گھروں کو آگ لگا رہا ہے، اور یہ بھی بول رہا ہے کہ اس گاؤں کا کوئی گھر اب سلامت نہیں رہے گا"(6)

کسی بھی واقعات کی منظر نگاری ایک دشوار گزار کام ہے، اگر کہانی کا تسلسل ٹوٹ جائے تو اس کے اثرات کردار پر ضرور پڑتے ہیں۔ پھر کہانی نہ صرف حقیقت سے دور چلی جاتی ہے، بلکہ قاری یوں محسوس کرنے لگتا ہے کہ جیسے زبردستی مصنف نے مناظر کو شامل کیا ہے، اور موضوع بھی حاصل نہیں ہوتا۔ نسیم حجازی کا ناول " خاک اور خون " ان واقعات کی عُکاسی ہے، جس کی تپش چار نسلوں بعد بھی محسوس ہوتی ہے۔ جن افراد نے اُس آگ کے دریا کو پار کیا تھا، اور دُکھ سکھ سہے تھے وہ آج بھی کسی نہ کسی رُوپ میں موجود ہیں۔ جس معاشرہ کو تعصب کی ہوا لگ جائے، وہ بکھر کر رہ جاتا ہے۔ یوں جو بحرانی کیفیت جنم لیتی ہے، اُس کا مداوا کئی نسلیں ادا کرتیں ہیں۔۔ جو قوم ماضی سے سبق حاصل نہیں کرتیں وہ اپنے ارتقائی عمل سے رک جاتی ہیں۔ ہجرت کا دُکھ اس خاص زاویہ فکر کو نمایاں کرتا ہے، جب اپنے بیگانے ہو جاتے ہیں، تو وقت اپنی پوری شدت کے ساتھ مخالف بن جاتا ہے۔

اس ناول کا وہ حصّہ جو "اے قوم" کے نام سے ہے، آج بھی مشعل راہ ہے۔

"ہم جانتے ہیں کہ صلح و امن دنیا میں ایک نعمت ہے۔ پر یہ صرف اُن کے لیے ہے، جو اس کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار رہتے ہیں، پاکستان کو ہر وقت بیرونی خطرات کا سامنا ہے، اور یہ سمجھنا چاہیے کہ اور یہ دفاعی حصار ہمیشہ مضبوط رہنا چاہیے "(7)

نسیم حجازی کا یہ ناول "خاک اور خون "اُن تلخیوں، سسکیوں، آہوں اور آرزؤوں کو اُجاگر کرتا ہے، جب وقت یہ سکھا رہا تھا کہ معاشرہ اُس وقت توازن میں رہتا ہے، جب دلیل کے ساتھ تلوار موجود ہو۔

حوالہ جات:

1. نسیم حجازی، خاک اور خون، جہانگیر بکس، کراچی، س ن، ص(6)
2. نسیم حجازی، خاک اور خون، جہانگیر بکس، کراچی، س ن، ص(40-41)
3. نسیم حجازی، خاک اور خون، جہانگیر بکس، کراچی، س ن، ص(395-394)
4. نسیم حجازی، خاک اور خون، جہانگیر بکس، کراچی، س ن، ص(209)
5. نسیم حجازی، خاک اور خون، جہانگیر بکس، کراچی، س ن، ص(635)
6. نسیم حجازی، خاک اور خون، جہانگیر بکس، کراچی، س ن، ص(440)
7. نسیم حجازی، خاک اور خون، جہانگیر بکس، کراچی، س ن، ص(344)